باب۔81

آیاتِ متشابہات

☆ هُوَ الَّذِي أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّـهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۔

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب اتاری، اس میں محکم آیتیں ہیں، جو اللہ کی کتاب کی اصل ہیں اور دوسری آیتیں جن کے کئی کئی ملتے جلتے معنی ہیں۔ پھر وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے آیاتِ متشابہات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں فتنہ پیدا کرنے اور من مانے معنی پیدا کرنے کے لیے۔ اور اس کے معنی (مراد و مقصود) کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور علم میں ثابت قدم لوگ کہتے ہیں ہم کو اس کا یقین ہے کہ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ اور ان سب باتوں کو عقلمند ہی سمجھا کرتے ہیں۔
(سورۃ آل عمران: آیت 7)

واضح ہو کہ اوپر بیان کردہ آیت کے معنی میں اختلاف ہے۔ بعض لوگ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّـهُ پر وقف کرتے ہیں اور وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ کو الگ کرتے ہیں۔ اس وقت معنی یہ ہونگے کہ 'آیاتِ متشابہات کے معنی، مراد اور مقصود کو صرف اللہ جانتا ہے اور راسخینِ علم کو بھی اس کا علم نہیں '۔ اور دوسرے حضرات إِلَّا اللَّـهُ پر وقف نہیں کرتے بلکہ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ پر وقف کرتے ہیں۔ اس وقت معنی یہ ہوں گے کہ 'آیاتِ متشابہات کے معنی، مراد اور مقصود کو اللہ اور راسخینِ علم جانتے ہیں '۔ راسخین کہتے ہیں کہ ہم کو اس کا یقین ہے اور سب اللہ کے پاس سے ہے -قرآن شریف میں بعض آیتیں ایسی ہیں جو انسانی صفات پر دلالت کرتی ہیں۔ اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کی گئی ہیں۔ جیسے :

(1) يَدُ اللَّـهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ (سورۃ الفتح: آیت10) (2) ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ (سورۃ الاعراف: آیت 54)

(3) الرَّحْمَـٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ (سورۃ طٰہٰ: آیت5) (4) اللَّـهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ (سورۃ البقرۃ: آیت15)

(5) وَغَضِبَ اللَّـهُ عَلَيْهِمْ (سورۃ الفتح: آیت 6) (6) وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّـهُ (سورۃ آل عمران: آیت54)

بعض علماء تو اتنا کہہ کر خاموش ہو جاتے ہیں کہ ان آیتوں کا مقصد و مراد صرف اللہ جانتا ہے۔ ہمارا کام صرف "اٰمَنَّا بِمُرَادِ اللهِ" کہنا ہے یعنی ہم اللہ کے معنی و مقصود پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور دوسرے بعض حضرات محاوراتِ عرب پر غور کرتے ہیں اور ان کے مطابق معنی و مراد لیتے ہیں۔ مثلاً:

- آیت نمبر 1 : خلیفہ کا فعل اصل شخص کی طرف نسبت کیا جاتا ہے۔ جب کہ اس نے حکم دیا ہو لہٰذا يَدُ اللَّـهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ کے معنی ہیں۔ "پیغمبر کا ہاتھ تمام بیعت کرنے والوں کے ہاتھ پر ہے"۔
- آیت نمبر 2 : سے ان کی مراد یہ ہے کہ "اللہ کی حکومت قائم ہو گئی "۔ دیکھو! لوگ کہتے ہیں، بادشاہ تخت نشین ہو گیا، یعنی اس کی حکومت قائم ہو گئی۔
- آیت نمبر 3 : ترجمہ ہے "اللہ کی رحمت اس کی حکومت سے ظاہر ہے"۔
- آیت نمبر 4 : کے معنی ہوں گے " اللہ ان کے استہزاء اور ہنسی اڑانے کی سزا دے گا"۔ کیونکہ اس سے قبل إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ہے یعنی "ہم مسلمانوں کو بناتے ہیں، ان سے ٹھٹا کرتے ہیں لہٰذا اللہ ان کو اس ٹھٹا کرنے کی سزا دے گا"۔
- آیت نمبر 5 : غضب، اصل میں خونِ دل کا بغرض انتقام جوش کرنا ہے۔ اور یہاں " انتقام " مراد ہے کیونکہ وہ غضب کا انجام ہے۔
- آیت نمبر 6 کے معنی اس طرح سے ہونگے۔ "ان منافقین نے مکر کیا اور اللہ نے ان کو ان کے مکر کی سزا دی"۔

دیکھو! اپنے ہاں کے محاوروں پر بھی غور کرو۔ ہم رات دن کہتے ہیں ۔۔۔ " ندی بہہ رہی ہے " اور اس سے مراد لیتے ہیں کہ ندی کا پانی بہہ رہا ہے۔ اسی طرح کہتے ہیں ۔۔۔ " اس نے کانوں میں انگلیاں رکھ لیں " تو اس سے مراد لیا جاتا ہے کہ اس نے سننا نہ چاہا۔۔ لہٰذا معنی و مراد کے لیے زبان کے محاوروں اور استعاروں کا خیال رکھنا بھی اہم ہے۔

{ حوالہ تفسیر صدیقی - پارہ 3 صفحہ 73 تا 77}

Siddiqui Publications